

کی ایک رکن کی تحقیق ہے کہ بیشتر خواتین کھانا کھانے سے قبل اپنے ہونٹوں کی لپ اسٹاک لگاتی ہیں جو کھانے کے ساتھ معدے میں پہنچ جاتی ہے۔

(۲) محتاط اندازے کے مطابق ایک عورت تمام زندگی میں ایک ٹن لپ اسٹاک استعمال کرتی ہے، اسکی بیشتر مقدار کھانے کے ساتھ معدے میں داخل ہوتی ہے۔

(۳) دنیا میں ایسی خواتین کی کمی نہیں جو لپ اسٹاک سے "ایلر جاک" ہیں، (اس تکلیف میں جسم پر چھوٹے چھوٹے دانے نکل آتے ہیں)

(۴) لپ اسٹاک کے استعمال کے نقصانات صرف خواتین تک محدود نہیں، مائیں اپنے بچوں کو لپ اسٹاک سے "ٹھپے" ہوئے ہونٹوں سے چوم لیتی ہیں اور نتیجہ میں یہ "زہر" انھیں بھی دے دیتی ہیں۔

بڑا ہوا ایسے فیشن کا جو ذرا سے بناوٹی اور بے ہنگم حُسن کی خاطر خاندان بھر کو مرض دے اور صحت برباد کر دے۔

افسوس ہے کہ آج مسلمان بلکہ دیندار گھروں تک میں ایسی مضر صحت چیزیں رواج پا رہی ہیں اور مغرب کی نقالی نے ہوش و حواس تک گم کر دیے ہیں، نہ اپنے لباس کا ہوش ہے نہ تن من کا، قلب و نگاہ دونوں یورپ کی نقالی پر لگے ہوئے ہیں۔ اس کی فکر نہیں کہ وہ مضر ہیں یا مفید؟ خدا کا ہوش کیجیے، قدرتی حُسن پر بناوٹی حُسن کو ترجیح مت دیجیے یہ مضر بھی ہے اور عارضی بھی۔

اکبر آبادی کا ایک خط

"معاصر" محارت، اعظم گڑھ میں اکبر آبادی کے مولانا سید سلیمان مدنی کے نام خط

پچھے ہیں، ان میں سے ایک خط شائع کیا جا رہا ہے۔

مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اکبر آباد، ۱۰ اگست ۱۹۶۲ء

آپ کی خیریت مدت سے نہیں سنی، طبیعت کو قفل ہے۔

اجازت تہذیب نسواں لاہور نے میری پردہ کی چند نظموں کو لیکر شکایت چھاپی ہے کہ میں متعصب اور سخت ہوں، ترقی نسواں کا مخالف ہوں یہ مضمون ایک بیک صاحبہ کا ہوا ان کے نام سے ہے اب تو آپ کو میرے اس شعر کا زیادہ لطف ملے گا اور آپ مجھ کو اس کی زیادہ داد دیں جو شاید دو مہینے پیشتر میری زبان سے نکلا اور آپ نے نوٹ کر لیا تھا

غریب اکبر نے بخت پردہ کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا

نقاب لٹ ہی دی اس نے کہہ کر کہہ کر ہی لے گا مرامو کیا

تہذیب نسواں تو بظاہر پرے کا ہنوز مخالف نہیں پھر معلوم نہیں وہ کیا چاہتا ہے۔ میں تو لکھ دیا کہ براہم شاعرانہ تالیف بندیاں تو چلی ہی جائیں گی لیکن دنیا کا انتظام زمانہ کی حالت کے ساتھ ہے۔ میرے اشعار انقلاب روکنے کو نہیں ہیں یادگار انقلاب ہیں۔ تعلیم کا مخالف میں کیوں ہونے لگا۔ سید صاحب مرحوم تو سرکاری اسکول ہی کے مخالف تھے اب تو یہ بات بھی نہیں۔

میرا ایک قطعہ مشرق نے نہایت پسند کیا تھا جس کا آخری شعر یہ ہے۔

دو اُسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

لوگ غضب کرتے ہیں شعر کی شوخی اور لطافت کی داد دینا چاہیے نہ کہ لکچر سمجھ کر بحث کو اٹھ کھڑا ہونا لیکن بات یہ ہے کہ اب عورتوں کی طرف سے نوٹس ہو کہ ہوشیار ہو جاؤ ہم خود اٹھتے ہیں۔

نیاز مند
اکبر

ہماری مصطوبوں کا

انسانی تہیاری

مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر



فہرست کتب بہ مفت طلب فرمائیے

مرکتبہ اسلام گورنر وڈ لکھنؤ

وہی ہے جو اللہ کے رسول ہے

خواتین کا
دینی
پرچم

ماہنامہ

رفوان

لکھنؤ

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳ روپے

مدیر | امہ القدر

ماہنامہ رفوان گورنر وڈ لکھنؤ

جلد ۳۱۵۶
۵۹۱۹۵

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ایڈیٹر: محمد ثانی حسنی

معاون: امۃ الشریعہ نسیم



جلد ۳۱۵۶
شعبان ۱۳۸۲ھ
۱۹۶۲ء
جمادی الاول
۱۳۸۲ھ
نمبر ۵

چند سالانہ

ہندستان میں	تین روپے	مالک غیر ہوائی ڈاک ۱۰ شلنگ
پاکستان میں	تین روپے ۵۰ پیسے	مالک غیر بحری ڈاک ۶ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارہ نشر و اشاعت متصل نھریہ المدارس ملتان (پاکستان)

(۱) اگر تاریخ تک پرچہ نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیے
(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت نمبر خریداری پتہ ذیل ہو کر

دفتر

مکتبہ اسلام، ۳۷، گولڈ روڈ لکھنؤ

اس شماره میں

نمبر	مضمون نگار	مضمون
۴	مدیر	(۱) خدا کے نام سے
۵	مولانا محمد اوس نگرانی	(۲) قرآن کے آیتوں میں
۶	امۃ اللہ سنیئم	(۳) حدیث کی روشنی میں
۹	نشر کوٹی	(۴) مناجات
۱۰	عبد اسماعیل حافظ	(۵) حضرت رقیہ
۱۳	خالدہ تنویر	(۶) خدا ایسے شوق سے بچائے
۱۷	محمد استباحتینی	(۷) خدار سیدہ خاتون
۲۰	عبدالرحمن نورولی	(۸) تین واقعے
۲۳	علی طنطاوی (شام)	(۹) مغربی تہذیب کا کرشمہ
۲۶	کوثر اعظمی	(۱۰) سر بازار مجھ کو لانے والو (نظم)
۲۸	سین، جیم	(۱۱) نگہداشت و پردہخت
۳۱	مہجین قندھاری	(۱۲) افغان عورت
۳۳	نصرت انجم	(۱۳) زُعا (نظم)
۳۵	محمد ثانی حسنی	(۱۴) بڑوں کا احترام
۳۷	نشارت طلحہ	(۱۵) لپ اسٹاک کے خراب اثرات
۳۹	انجیر آبادی	(۱۶) انجیر آبادی کا ایک خط



خدا کے نام سے!

لکھنؤ جیسے مرکزی اور علمی شہر کا واقعہ ہے کہ ایک بار ایک تبلیغی جماعت لب سڑک محلہ میں گشت کر رہی تھی، ایک دروازہ پر ایک جوان مسلمان بیٹھا ہوا تھا۔ جماعت کے منکلم نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور اپنے آنے کا مقصد بتلایا اور یہ خیال کر کے کہ شاید اس بھائی کو کلمہ نہ یاد ہو، کلمہ دریافت کیا، اس نے بڑی حسرت سے جواب دیا کہ بھائی آپ مجھ سے کلمہ پوچھتے ہیں؟ میں کیا جواب دوں، مجھ کو کسی نے آج تک کلمہ نہیں بتایا۔ میرے ماں باپ دونوں مسلمان ہیں مگر انہوں نے بھی مجھ کو کلمہ نہیں سکھایا، میں کیا کروں؟

اس کے لب لہجہ سے یہ بات صاف معلوم ہو رہی تھی کہ اس کو اپنی اس حالت پر بہت زیادہ دکھ اور افسوس ہے اور اس کے دل میں بے چینی اور بے کلمی ہے۔ دیکھنے میں تو یہ ایک واقعہ ہے مگر اس واقعہ میں کئی عبرتیں ہیں۔ یہ واقعہ پوری قوم کی حالت، غفلت و کوتاہی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ واقعہ صرف ایک آدمی کا نہیں ہے، آج مسلمان قوم کے بے شمار افراد کی حالت میں بتلا ہیں وہ دین کے مبادی اور اصول تک سے ناواقف ہیں، وہ اپنے کو مسلمان تو کہتے ہیں لیکن نام کے علاوہ کوئی اور نشانی اسلام کی نہیں پائی جاتی اور پھر وہ اپنی اس حالت پر مطمئن ہیں۔ آپ کسی مسلمان محلہ کا گشت کیجئے۔ گھروں کا جائزہ

لیجئے۔ لڑکے اور لڑکیاں سب اسی صورت حال سے دوچار ہیں۔ علم تو خیر ہے نہیں اعمال بھی اسلام کے خلاف پائے جائیں گے۔ اس وقت ہر اہل درد کی آنکھیں جھک جاتی ہیں۔ جب وہ کسی راہ سے گزرتا ہے تو دیکھتا ہے کہ جو ابھرا ہے او اس میں مسلمان لڑکے زیادہ ہیں، سینما کے دروازوں پر ان کی تعداد زیادہ نظر آئیگی۔ سوچنا چاہیے کہ آخر یہ نوبت کیسے آئی اور اس کی ذمہ داری کس پر ہے ان بچوں پر یا ان کے سرپرستوں پر؟ اگر ماں باپ کے دل ایمان سے منور ہیں اور وہ ایمان کے جذبہ سے سرشار ہیں تو ان کے بچے کیسے بگاڑ سکتے ہیں، ماں باپ اگر چاہیں تو بچوں کو بُرے ماحول سے بچا سکتے ہیں۔ بُری سوسائٹی اور خراب صحبت سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ صحیح تعلیم و تربیت سے انکی زندگی بنا سکتے ہیں۔

درحقیقت ماں باپ کا اہم فریضہ اور سب سے بڑی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری سے بے پرواہ ہو کر وہ دنیا میں جیسے جیسے گمراہہ کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں وہ سُرخرو نہیں ہو سکتے۔ گزرے ہوئے واقعہ میں اس جوان مسلمان کا یہ کہنا کہ میرے ماں باپ نے مجھ کو کلہ نہیں سکھایا۔ ہر ماں باپ کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے کاشش! مسلمان ماں باپ آج بے دین ماحول میں اپنے اس فریضہ کو سمجھیں اور اس ذمہ داری کو پورا کریں۔

قرآن کے آئینے میں

☆: مولانا محمد اوس نگرانی

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ نَلَّ وَجْهَهُ مُسْوَدًّا
وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَدَّىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ

مَا بُشِّرَ بِهِ (نخل) (ترجمہ) اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ کالا پڑ جاتا ہے اور غصہ کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، اس خوشخبری کے رنج سے وہ لوگوں سے منہ پھپھاتا پھرتا ہے۔

عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی کے گھر میں لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوتی ہے تو زیادہ خوشی نہیں منائی جاتی ہے بلکہ اکثر لوگ لڑکی پیدا ہونے پر رنج ظاہر کرتے ہیں، عرب والوں کا بھی یہی حال تھا۔ وہ لوگ تو اپنی لڑکیوں کو زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آکر اپنا واقعہ سنایا کہ اسلام پہلے میری ایک لڑکی تھی۔ جب میں اس کو بلاتا تو دوڑ کر میرے پاس آتی۔ ایک دن وہ میرے بلانے پر خوش خوش دوڑی آئی۔ میں آگے بڑھا پلا گیا۔ جب ایک کنویں کے پاس پہنچا جو میرے گھر سے کچھ دُور تھا اور لڑکی بھی اس کے قریب پہنچی تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں ڈال دیا اور وہ آبا آبا کہہ کر چلا گئی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ سن کر اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی اور فرمایا کہ

جاؤ، اسلام کے پیلے کے گناہ معاف ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا حرام کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے ہی سے نہیں روکا بلکہ ان کی عزت بھی بڑھائی، فرمایا۔ جو دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت میں میرا اس طرح (دو انگلیوں کو اٹھا کر فرمایا) قریب ہوگا۔

صحابہ کرام کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کی پرورش کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت حمزہ کی یتیم بچی امامہ چچا کہتی دوڑی آئی حضرت علیؑ نے ہاتھوں میں اٹھایا اور حضرت فاطمہؑ کو دیا کہ یہ لو تمہارے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفرؑ نے کہا کہ بچی مجھ کو ملنا چاہیے کہ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے اور اس کی خالہ میرے گھر میں ہے۔

حضرت زیدؑ نے آگے بڑھ کر کہا۔ حضورؐ یہ لڑکی مجھ کو ملنا چاہیے کہ حمزہ میری دینی بھائی تھے۔

حضرت علیؑ نے کہا کہ یہ میری بہن بھی ہے اور پہلے میری ہی گود میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے اس کی خالہ کی گود میں دے دیا۔

حدیث کی روشنی میں

☆: امة الله تستقيم
عبادت کی فضیلت:

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عبادت صبح صبح کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اگر شام کو عبادت کے لئے جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کے لئے بہشت کی میوہ خوری ہے۔ (ترمذی)

زخم پر آپ کا عمل: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص کسی زخم یا گھاؤ کی شکایت کرتا ہے تو حضورؐ انگلی سے اس طرح اشارہ کر کے فرماتے (جس کو سفیان بن عیینہ راوی نے اپنی کلمہ والی انگلی زمین پر رکھ کر اٹھایا اور کہا اس طرح بِسْمِ اللّٰهِ تَرْبِیۡۃُ اَرْضِنَا بِرَبِیۡۃِ بَعْضِنَا یَشْفِیۡ بِہِ سَقِیۡمُنَا بِاِذِنِ رَبِّنَا) ہماری زمین کی مٹی مسلمان کا نصاب دہن اللہ کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا ہو جائے گی۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے ثابت سے کہا میں تم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھونک چھوڑ دوں، انھوں نے کہا ہاں۔ کہا۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ النَّاسِ مُذْهِبِ الْبَاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّاقِیْ لَا شَاقِیَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءُ

لَا يَغَادِرُ سَقَمًا - (ترجمہ) اے اللہ اے لوگوں کے رب شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تو ہی تندرستی عطا فرماتا ہے، تیرے سوا کوئی تندرست نہیں کرتا۔ ایسی تندرستی عطا فرما کہ بیماری باقی نہ رہے۔ (بخاری)

حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم میری عبادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا:-

اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا - اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا - اللَّهُمَّ

اشْفِ سَعْدًا (ترجمہ) اے اللہ سعد کو شفا دے۔

اے اللہ سعد کو شفا دے۔ اے اللہ سعد کو شفا دے (مسلم)

حضرت ابی عبد اللہ عثمان بن ابی العاص سے روایت ہے کہ انھوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم میں تھا

آپ نے فرمایا اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات

مرتبہ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَادِرُ پڑھو

(ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عزت و قدرت کے ساتھ

پناہ مانگتا ہوں اس کی بڑائی سے (یعنی جو درد میں اپنے بدن میں پاتا ہوں

اس سے بچنا چاہتا ہوں) (مسلم)

حسن معاشرت

از: محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر

مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کے لئے مفید ترین

کتاب جس میں میکے سے بیکسرال تک میں کام آنے والی باتیں، حقوق و فرائض خانہ داری، تربیت اولاد

کے متعلق تجربات و ہدایات درج ہیں۔ قیمت ۵ روپے

ملتان مکتبہ اسلام، ۳، گولڈن روڈ - لکھنؤ

مناجکات

نشر کوئی

کر یا! تو ہی ہے کرم کرنے والا گناہوں سے صرف نظر کرنے والا

ہمیں دی ہے عقل منور تجھی نے بصیرت تو ہی ہے عطا کرنے والا

شرعیات تجھی نے عطا کی ہے ہم کو ہدایت تو ہی ہو عیاں کرنے والا

زمین آسماں سب کرشمے ہیں تیرے پہاڑوں سے دریا بچاں کرنے والا

نہیں تجھ کو سماں کی کچھ بھی ضرورت سبھی لفظ کُن سے پیا کرنے والا

پسند آتی ہے تجھ کو بندہ کی توبہ گناہوں کو توبہ سے مٹا دیتے والا

نبیوں میں آدم سے ختم الہام تک ہدایت کی شمعیں عطا کرنے والا

اکہی مسلمان کو جینا سکھا دے قدم اس کے بڑھ کر کے چومے ہالا

یہی رہ گئی ہے دلوں میں تمنا کہ عالم میں ہو دین کا بول بالا

چلے حکم تیرا اطاعت ہو تیری کہ تیرے سوا کون ہے عرش والا

مٹا کر رہیں ہم نشانِ مظالم عدالت کا ہم دیں سبق اک نرالا

تیرے ہی کرم سے ہو باقی یہ عالم محبت سے سینہ کو گرانے والا

طلب کار تشریح تیری رضا کا

ہو تو فضل والا ہے تو رحم والا

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا

آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ہیں۔ پہلے عتبہ بن ابولہب سے بیاہی گئی تھیں۔ آپ کی بہن ام کلثومؓ کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے بیٹے عتبہ سے ہوئی تھی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی ہوئے، اور آپ نے علی الاعلان لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کیا، اللہ کے سچے دین کی طرف کھل کر لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اگر تم محمدؐ کی بیٹیوں کو اپنے سے الگ نہیں کرتے ہو تو میں تمہارے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور تم سے تعلقات رکھنا حرام سمجھتا ہوں

یہ سن کر ابولہب کے دونوں بیٹوں نے باپ کے حکم کی تعمیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں (حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثومؓ) سے علیحدگی اختیار کر لی۔ حضور نے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضور نے ان کی بہن ام کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا، اسی وجہ سے حضرت عثمان غنیؓ کا لقب ذی النورین ہے۔ نبوت کے پانچویں برس حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حبشہ کو ہجرت کی

اس ہجرت میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔ جب حبشہ سے واپس آئیں تو مکے میں مسلمانوں پر پہلے سے بھی زیادہ عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ مجبور ہو کر دوبارہ ہجرت کی۔ اس دوسری مرتبہ حبشہ میں زیادہ دنوں تک قیام رہا۔

جب والد محترم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہجرت مدینہ کی خبر ملی تو اپنے شوہر حضرت عثمان غنیؓ کے ہمراہ تشریف لائیں اور حضورؐ کی اجازت سے مدینہ کو ہجرت کی اور مدینے میں شاعر اسلام حضرت حسانؓ کے بھائی اوس بن ثابت کے گھر آپ نے قیام فرمایا۔

سرکار رسالت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ حضرت رقیہؓ بیمار ہوئیں جسم مبارک پر کچھ دانے نکلے اور بہت سخت تکلیف ہوئی۔ حضور بدر کی ہم پر روانہ ہوئے اور حضرت عثمان غنیؓ کو آپ کی تیمارداری کا حکم فرمایا۔ چنانچہ حضرت عثمان ذی النورینؓ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے اور گھر پر حضورؐ کے حکم کے مطابق حضرت رقیہؓ کی تیمارداری فرمائی۔

خدا کی شان دیکھیے کہ جس روز زید بن حارثہؓ نے مدینہ میں آ کر غزوہ بدر کی خوشخبری سنائی۔ اسی روز آپ کی چھٹی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِہٖ رَاجِعُونَ ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر کی بنا پر اپنی پیاری بیٹی کے جانے میں بھی شریک نہ ہو سکے۔ جب کامیاب و کامران اور فاتح و منصور ہو کر واپس تشریف لائے تو پیاری بیٹی کی وفات کی خبر ملی۔ آپ بہت غمگین ہوئے

قلب مبارک کو صدمہ پہنچا۔ بیٹی کی قبر پر تشریف لے جا کر فرمایا:-

”عثمان بن مظعون پہلے جا چکے اب تم بھی ان کے پاس چلی جاؤ۔“

سیدہ عالم خاتون جنت، حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بہن کی وفات کے صدمے سے رونے لگیں۔ حضور نے ان کے آنسو پونچھے اور تسلی دی۔

زمانہ قیام حبش میں حضرت رقیہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا تھا۔ حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ اسی وجہ سے تھی۔ حضرت رقیہ کے چہرہ مبارک سے ذہانت اور دجاہت ٹپکتی تھی۔ عبد اللہ کے بعد حضرت رقیہ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کی وفات ۲۸ھ میں ہوئی۔

☆: خالدہ تنویر

ہر بہن کو کوئی نہ کوئی شوق ہوتا ہی ہے لیکن آپ کی نظر میں یقیناً پڑھنے کا شوق سب شوقوں سے اچھا ہی ہوگا۔ مگر یہ انسان بھی عجیب چیز ہے۔ یہ اگر چاہے تو اچھی سے اچھی چیز کو بھی بڑا کر دیتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ پڑھنے کا شوق کتنی اچھی چیز ہے۔ لیکن میں آپ کو ایک خاتون کے پڑھنے کے شوق کا حال بتاؤں اور اب آپ بتائیے کہ آپ کو پڑھنے کے شوق کا یہ درجہ پسند ہے یا نا پسند؟ ان صاحبہ کو پڑھنے کا اتنا شوق ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھانے بیٹھتی ہیں تب بھی کتاب ایک طرف کھلی رکھی ہوتی ہوتی ہے۔ پڑھتی بھی جاتی ہیں اور کھاتی بھی رہتی ہیں۔ انھیں یہ گوارا نہیں کہ ان کا اتنا وقت بھی بغیر پڑھے گزر جائے اور ضروریات کا حال تو معلوم نہیں، البتہ جب دیکھا پڑھتے ہی دیکھا۔ پڑھتے پڑھتے ہی نیند آگئی۔ کتاب ایک طرف کھلی پڑی رہی اور انھیں جتنی دیر سونا ہوا سولیں۔ لیکن آپ ذرا یہ بھی جان لیں تو اچھا ہے کہ یہ کیا پڑھتی ہیں؟ اور اس پڑھنے کا اثر ان کی زندگی پر کیا پڑ رہا ہے؟ پہلے ذرا ان کی زندگی کا حال آپ کو بتاؤں اور:-

یہ گھر کی اکیلی ہیں۔ سوائے اپنے گھر کے دو ایک آدمی کے اور کسی کی ذمہ داری ان پر نہیں۔ کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر اپنا کھانا بنا لیتی ہیں، لیکن

بچوں کی قصص الانبیاء

از: امۃ اللہ تسنیم

اب سے کئی سال پہلے بچوں کے لئے قصص الانبیاء کے الگ الگ حصے طبع ہوئے تھے۔ اب ان کو یکجا کر کے سر دست دو حصے شائع ہو چکے ہیں۔

حصہ اول:- اس میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام کے سچے اور موثر واقعات و حالات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

حصہ دوم:- اس میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت یوسف، حضرت شعیب علیہم السلام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ نئے پیسے ۱/۲۰ ملٹی

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوٹن روڈ، لکھنؤ

خدا ایسے شوق سے بچائے

ایک بار ان کے گھر جانا ہوا تو میں کیا بتاؤں کہ گھر کا نقشہ کیا دیکھا۔ گھر میں ماشاء اللہ تین چار چار پائیاں ہیں۔ دو ایک میزیں ہیں۔ تین چار کرسیاں ہیں، سب اچھی حیثیت کے برتن بھی سلیقے کے لیکن یہ سب کچھ جس حال میں دیکھا، خدا کی پناہ! چار پائیوں پر ڈھلے بے ڈھلے کپڑوں کے ڈھیر۔ کسی پر اخبار اور سائے گرد میں آٹے ہوئے چار پائیوں کے نیچے خر بوزے، تر بوزے اور ترکاریوں کے پھلکے، کسی ڈلی میں پیاز، کسی پڑیہ میں نمک، سالہ۔ ہونے کو گھر میں الماریاں بھی ہیں لیکن سب ان کی بے توجہی کی شاکی ہیں۔ چار پائیوں میں بٹنتے وقت جو ادوائن پڑی تھی وہ کسی میں ساری اور کسی میں ٹوٹی ہوئی۔ ایک چار پائی نواز سے بیٹی ہوئی۔ لیکن بستر کا یہ عالم کہ شاید درمی، چادر اور تکیہ کے خلاف نے کبھی دھوئی کا گھر نہ دیکھا ہو، درمی کا ایک کونا پلٹا ہوا، قریب سے دیکھا تو کالک لگی ہوئی، اندازہ ہوا کہ بیگم صاحبہ نے پہلی اپنے سامنے بستر ہی پر رکھ کر کھانا تنا دل فرمایا ہے۔ ہو سکتا ہے پڑھنے سے فرصت نہ ملی ہو۔ فرض یہ کہ گھر کا کیا نقشہ کھینچوں، جس گھر نے برسوں سے جھاڑ کی شکل نہ دکھی ہو اس کا حال آپ خود تصور فرمائیں۔ اسی نسبت سے اچھے اچھے برتنوں کی صفائی اور سلیقہ کا اندازہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ حال دیکھا تو رہا نہ گیا۔ بے الفاظ میں ان سے کچھ کہنا چاہا اور کوشش کی کہ کچھ چیزوں کو تو سلیقہ سے رکھ دوں۔ مجھے اس طرف توجہ دیکھ کر فدا بولیں:-

”نہ بہن! آپ تکلیف نہ کریں، یہ تو اپنا اپنا شوق ہے۔ کسی کو جھاڑ پونچھ کا شوق ہوتا ہے۔ میرا تو دل اُبھتا ہے۔ مجھے تو بس پڑھنے کا شوق ہے۔“

بیگم صاحبہ نے اپنے پڑھنے کے شوق کا تذکرہ کچھ ایسے فخریہ انداز میں کیا کہ

انہیں سلیقہ اور سہرائی کی بات سمجھانا کم سے میرے بس کی بات نہیں۔ بد قسمتی یا خوش قسمتی کہ ان خاتون صاحبہ نے مجھے دوپہر کا کھانا اپنے ساتھ کھانے پر مجبور کر دیا۔ آج چونکہ گھر میں ایک مہمان بھی تھا اور اس سے باتیں کرنے میں بھی کچھ وقت لگ گیا تھا۔ اس لئے بیگم صاحبہ نے گھر میں کھانا تیار کرنے کا پروگرام ملتوی کر دیا۔ طے پایا کہ کھانا بازار سے آئے گا۔ چلیے بہت سے جھنجھٹوں سے نجات مل گئی۔ لیکن جب کھانا منگوانے کے لئے برتنوں کی ضرورت ہوئی تو گھر میں ڈھلے ہوئے چیمے، پیالے، پلیٹیں کہاں موجود تھیں؟ فوراً ہی دھونے کا انتظام شروع ہوا۔ میں نے بھی اس مہم میں ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا وہ مسخ ہی کرتی رہیں لیکن میں نے آگے بڑھ کر چاہا کہ وہ ہلیز پر رکھے ہوئے دو پیالے جلدی سے دھو لوں۔ پیالے اٹھائے تو معلوم ہوا کہ اس میں شاید کئی دن کا بچا ہوا سالن اچھی طرح سر پچکا ہے۔ جیسے تیسے طبیعت کو سنبھالا، پیالے بار بار دھوئے لیکن پھر بھی جی ہی چاہتا رہا کہ کاش میں نے یہ پیالے نہ دھوئے ہوتے تو اچھا تھا سڑے ہوئے سالن کے تصور سے جی متلاتا تھا، پھر روٹی پیسنے کے لئے دسترخوان کی تلاش ہوئی۔ اس میں بھی اسٹر کے فضل سے پھپھوندی لگی ہوئی روٹی لپٹی رکھی تھی۔ چاہا کہ قریب رکھے ہوئے ایک ڈبے میں روٹی کے یہ ٹکڑے ڈال دوں۔ لیکن ڈبہ دیکھا تو اطمینان ہوا، کیونکہ یہ اسی نیک کام کے لئے بہت پہلے سے استعمال ہو رہا تھا، فرض جیسے تیسے کھانا آیا اور کسی نہ کسی طرح کھایا بھی گیا۔ اب مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے ان کی اس بد سلیقگی پر انہیں متوجہ کیا۔ کہنے لگیں:-

”ہن! آپ اسے کیا جانیں؟ مجھے تو بچپن سے ہی بس پڑھنے شوق ہے۔“

حضرت حسن بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کی گورنری کے صرف پانچ ہی سال گزارے تھے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور ناراض ہو جاتا ہے انھیں بطرت کرتا ہے اور انکی ساری جائیداد ضبط کر لیتا ہے اور جیل خانہ میں ڈال دیتا ہے، ابو جعفر کی وفات تک وہ جیل خانہ میں سخت و سست باتیں سن کر نرم و گرم دن گزارتے ہیں خلیفہ مہدی کا دور آتا ہے اور بادشاہ ہاری بن کر آتا ہے۔ مہدی حضرت حسن کو جیل خانہ سے نکال کر انھیں تنگی جائیداد از سر نو عطا کرتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت حسن بن زید خلیفہ مہدی کے ساتھ حج کو روانہ ہوئے لیکن ایک مقام حاجر پر پہنچ کر فرشتہ اجل کے سامنے تسلیم خرم کر دیا وہاں ان کی بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ تجسیر و تدفین کی گئی۔

۱۶۵ھ کے آخری مہینے تھے۔ جب حضرت نفیہ اپنے والد کی وفات کو سن کر بیچ اٹھیں اور ان کے لئے سرزمین حجاز تنگ نظر آنے لگی۔

تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت نفیہ اپنے شوہر اسحاق بن جعفر صادق کے ساتھ مصر جا کر قیام پذیر ہو گئیں اور ساری زندگی خدمت خلق، زہد و تقویٰ، صلاح و عزت نفس کے ساتھ اسی جگہ گزار دی،

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب مصر گئے تو انھوں نے حضرت نفیہ کے پاس جا کر ان سے حدیث شریف کی سماعت کی اور اپنی وفات تک برابر ان سے استفادہ کرتے رہے اور صبح و شام حاضری دیا کرتے تھے۔ وہ بھی امام شافعی سے بہت متاثر تھیں اور بڑے اچھے الفاظ میں یاد کیا کرتی تھیں، امام شافعی کے انتقال کے وقت بہت بوڑھی ہو گئی تھیں۔ جنازہ طلب کیا اور گھر میں ان کے جنازے کی نماز ادا کی اور مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔

ان کے زہد و تقویٰ اور خدمت خلق کا مصر میں عام شہرہ تھا اور ہر کس نے ناکس ان کے فیض سے مستفید ہوتا تھا۔ مصری ان کو جان و دل سے عزت و تکریم رکھتے تھے۔ ماہ رمضان ۲۰۵ھ میں قاہرہ میں وفات پائی۔ ان کے شوہر اسحاق بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ جنازہ لے جانا چاہا تاکہ وہاں دفن کریں لیکن مصریوں نے اپنے یہاں تدفین کی درخواست کی اور اس بابرکت اور بخاری خاتون کو اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہا۔ تباہی سے قریب ایک جگہ "رب الباع" میں ان کی قبر اب تک معروف و مشہور ہے۔ خدا تعالیٰ اس بابرکت صحیحہ نبی کی مغفرت فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

مکاتبت لارپ

۱۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کو اسلامک سنٹر جنیوا کی دعوت پر جنیوا اشریف لے گئے اور یورپ کے مختلف ملکوں کا دورہ کیا ان شہروں میں لندن، پیرس، گلاسکو، جنیوا، برن اور اسپین کے شہر قابل ذکر ہیں۔ اس سفر کے دوران مولانا محترم نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو مختلف خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں ان ملکوں کی دینی، اخلاقی، تاریخی اور تمدنی حالت پر سیر حاصل تبصرہ ہے وہاں کے علمی اداروں، مشہور شخصیتوں اور قابل دید آثار و مقالات کا تذکرہ شامل ہے۔

قیمت ایک روپیہ
ملنے
مکتبہ اسلام، ۳۰، گون روڈ، لکھنؤ

تین واقعے

☆: عبد الرحمن زور ولی

ایمان و یقین :- فر۔ وہ خندق میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے خندق کھودنے میں مصروف تھے تو اس وقت حضرت طلحہؓ نے دیکھا کہ اس پیارے نبیؐ کے چہرے پر بھوک اور تھکان کے آثار نمودار ہیں۔ آپ فوراً گھر واپس آئے اور اپنی بیوی ام سلیم سے دریافت کیا کہ گھر میں کچھ بکری یا دُمبہ موجود ہے تاکہ حضورؐ کی دعوت کی جائے۔ مگر گھر میں سو ایک بھونٹے سے بکری کے بچے کے کچھ نہیں تھا۔ جو صرف تین چار آدمیوں کے کھانے کے لئے کافی تھا۔ آخر اس کو ذبح کیا گیا اور حضرت طلحہؓ نے حضرت انسؓ کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا، اور کہلا بھیجا کہ ہمارے یہاں بکری کا چھوٹا سا بچہ ہے۔ سو آپ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ آج دوپہر کو کھانے کے لئے تشریف لائیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سننے کے باوجود سب خندق والوں کو اعلان کر دیا کہ آج ظہر کا کھانا حضرت طلحہؓ کے گھر پر ہے۔ یہ سننے ہی تمام صحابی جن کی تعداد چار ہزار کے قریب کہی جاتی ہے۔ حضرت طلحہؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ ادھر حضرت انسؓ نے جب یہ دیکھا تو بھاگتے ہوئے گھر آئے اور حضرت طلحہؓ کو تمام صحابہؓ کے آنے کی خبر سنائی۔ جو سننے ہی حضرت طلحہؓ کو مارے گھبراہٹ کے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کیونکہ اس بھونٹے سے بچے میں ہزاروں آدمیوں کو کس طرح کھلایا جاسکتا تھا اور وہ

شرم اور گھبراہٹ میں حضرت انسؓ پر خفا ہو رہے تھے کہ انہوں نے ٹھیک سے سمجھ لیا نہ ہو گا کہ ہمارے یہاں صرف بکری کا بچہ ہی ہے۔ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ انہوں نے اس طرح تین مرتبہ حضورؐ سے کہا تھا تو جب حضرت طلحہؓ پر فکر اور گھبراہٹ چھائی ہوئی تھی اس وقت ان کی بیوی ام سلیم نے ان کو تسلی دی کہ جب حضورؐ نے اپنی طرف سے سب کو مدعو کیا ہے تو آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسکی تدبیر ضرور کرے گا۔ آخر حضور تشریف لائے اور انہوں نے پکے ہوئے کھانے کے برتن پر کپڑا ڈھکا اور ام سلیم سے کہا کہ اپنی پردہ من کو بھی بلا لیجئے تاکہ آپ کے کام میں ہاتھ بٹائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آخر حضورؐ سے معجزہ ظاہر ہوا، اور اسی کھانے میں تمام صحابیوں نے پیٹ بھر کھایا۔ تو یہاں سمجھنے کی بات یہ بھی نکلی کہ اس نیک بیوی کا نکل اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان کیسا پختہ تھا۔

ہمت و صبر :- حضرت طلحہؓ کے ایک چھوٹا سا لڑکا تھا جس سے آپ کو بے انتہا محبت اور پیار تھا۔ ایک دفعہ وہ بچہ بیمار پڑا۔ حضرت ام سلیم کو اندازہ ہو گیا تھا کہ لڑکے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ایسی حالت دیکھتے ہوئے بھی آپ نے حضرت طلحہؓ سے کہا کہ آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضری دیجئے اور بچہ کی فکر نہ کیجئے۔ میں اس کی دیکھ بھال کروں گی۔ حضرت طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں چلے گئے اور یہاں لڑکے کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور وہ تھوڑی ہی دیر میں انتقال کر گیا۔ اب اس صحابہ کی ہمت دیکھئے کہ ادھر گھر میں لڑکا فوت ہوا اور ادھر انہوں نے مکان کی صفائی کی، کھانا تیار کیا اور اچھے کپڑے پہن کر شوہر کا انتظام کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت طلحہؓ

بھی آگے تو انہوں نے نپٹے کی خیریت پوچھی۔ تو ام سلیم نے جواب میں کہا کہ وہ آرام کر رہا ہے۔ اور آپ کے سامنے کھانا پیش کیا اور اچھے اچھے کپڑے پہنے اپنے خاوند کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب سب کاموں سے فراغت کر چکے تو ان کو لڑکے کے انتقال کی خبر کی تو آپ کو بڑا غم ہوا اور کہا پہلے کیوں اطلاع نہیں دی گئی تو ام سلیم نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے زیادہ صدمہ پہنچتا اور آپ کھانا بھی تناول نہ فرماتے۔ اس لئے سوچا کہ سب چیز سے فراغت کر کے آپ کو مطلع کروں۔ پھر انہوں نے ابو طلحہ سے کہا کہ اب اس کی تجہیز و تکفین کیجیے اور اس پر نماز پڑھیے اور میں بھی نماز آپ کے پیچھے پڑھتی ہوں۔ اس کے بعد لڑکے کو دفن کیا گیا۔

اس واقعے سے اس نیاک بیوی کی ہمت و صبر کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ لڑکا فوت ہوا، گھر میں اکیلی، اس پر بھی رونا پیٹنا تو کجا، بلکہ دل کو تھام کر سب کام انجام دیے اور خاوند کی تسکین کا باعث بنی۔

لڑکے کی تربیت :- ام سلیم ایک دن اپنے لاڈلے بیٹے حضرت انسؓ جنکی عمر اس وقت دس سال کی تھی، لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا آپ اس لڑکے کو اپنے پاس رکھئے۔ یہ آپ کی خدمت کر گیا اور اسکے لئے دعا کرنے کی دعوت کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لاڈلے سپوت کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسکی عمر، مالی اور اولاد میں برکت کیلئے دعا فرمائی جو آگے چل کر قبول ہوئی اور حضورؐ کی خدمت میں دس سال رہنے کے بعد وہی نیاک خاتون کا لاڈلا بیٹا ایسا سلیل القدر صحابی بنا۔

مغربی تہذیب کا کرشمہ

☆ — استاذ علی طنطاوی — ترجمہ: — محققہ الحسنی

مجھے روزانہ تقریباً دس خط موصول ہوتے ہیں جس میں میزے کسی مضمون پر اظہار خیال یا کسی موضوع پر لکھنے کی فرمائش ہوتی ہے، یا کسی کی شکایت اور کسی ظلم و حق تلفی کی شکایت، لیکن مجھے جس لڑکی کا خط موصول ہوا اس سے زیادہ تلخ، مؤثر اور سچا خط کوئی اور نہ تھا۔

مجھے یہ کہنے میں بھی ذرا تامل نہیں کہ میں اس خط کا خلاصہ پوری طرح بیان نہ کر سکوں گا جو خلاصہ میں یہاں پیش کروں گا۔ وہ اصل کی ایک بگڑی ہوئی اودھن کی تصویر ہوگی۔ میری خواہش تھی کہ خط کا اصل متن شائع ہو جاتا اور لوگ دیکھتے کہ وہ آواز جو ایک عامی لیکن مخلص اور سچے انسان کے دل سے نکلتی ہے بعض اوقات اُدباؤ کی سچی سجائی اور پر تکلف عمارتوں سے بڑھ کر اثر رکھتی ہے۔

لڑکی نے اپنا قصہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ دیندار گھرانے میں پیدا ہوئی، لیکن آہستہ آہستہ اس خاندان میں مغربی تہذیب کا اثر بڑھتا گیا۔ مغرب کی اندھی تقلید (خواہ وہ آزادانہ اختلاط، اسرار، تعیش، رقص اور فسق و فجور کی دوسری شکلوں میں ہو) کا رواج بڑھ گیا، ہر قدیم چیز قابل نفرت ٹھہری خواہ اس کا تعلق دین، عقل، فضل و دانشمندی سے ہو۔ چنانچہ اسکی تربیت اسی ماحول میں ہوئی۔ اس کا ایک بھائی تھا اس کو تعلیم کے لئے یورپ بھیجا گیا اور

اس کے ساتھ اسکی صحت، اس کا دین اور بہت سارے پیر بھی بھیجا گیا۔ اس نے اپنی صحت اور اپنا دین تو یورپ میں چھوڑ دیا اور علم و سند حاصل کئے بغیر خالی ہاتھ واپس آ گیا، یہاں وہ بالکل بے کار رہا، والدین اس کی ہر خواہش اور فرمائش پوری کرتے رہے، وہ چھ لڑکیوں کے بعد پیدا ہوا تھا، اس لئے اس کی بہت خاطر داری اور ناز برداری کی جاتی۔ اس کے کسی فعل پر گرفت نہ ہوتی کہ کہیں اس کا دل میلانہ ہو جائے۔ وہ جہاں چاہتا جاتا اور جتنا روپیہ چاہتا اڑاتا۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے؟

سب سے چھوٹی بہن کو اس سے بہت محبت تھی اور ہر وقت اس کے آرام و راحت کا خیال رکھتی اور اسکی ناز برداری میں دل و جان سے لگی رہتی بھائی اس کو اپنے کاموں کے لئے استعمال کرتا۔ دوسری لڑکیوں سے تعلق قائم کرنے اور احتلاط کے سلسلے میں اپنی بہن سے سفارت کا کام لیتا۔ وہ سب کچھ دیکھتی اور سمجھتی لیکن یہ خیال کرتی کہ شاید آج کل کی ہی تہذیب و تمدن ہے اور والدین کی خاموشی اور اطمینان خاطر دیکھ کر اس کو اور یقین ہو جاتا کہ اس میں کوئی عیب نہیں یہاں تک کہ اس میں بھی وہی جذبات پیدا ہو گئے۔ اس کا دل اپنے بھائی کے ایک دوست کی طرف مائل ہو گیا اور دونوں آزادانہ طور پر ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ وہ اس کو اپنے ساتھ سیر و تفریح کے لئے لے جاتا، رات کو سینما دکھاتا۔ تنہائیوں میں اس کے ساتھ وقت گزارتا اور اپنے جذبات کا اظہار کرتا اور یہ بات اتنی بڑھی کہ سر سے پانی اونچا ہو گیا اور ساری حدیں ٹوٹ گئیں۔

جب بات قابو سے باہر ہو گئی اور معاملہ بہت آگے بڑھ گیا تو گھر میں

قیامت برپا ہو گئی، اب شریف "باپ کو بھی غصہ آیا۔ خود دار" بھائی کو بھی جوش آیا۔ انہوں نے لڑکی کو وہ سب کچھ کہا جو ایک بد کردار اور بد اخلاق عورت کو کہا جاسکتا ہے اور اس کو قتل کر دینے کی دھمکی دی۔

اب یہ لڑکی اور بد کردار مجھ کو خط لکھتی ہے اور پوچھتی ہے۔

قصور دار وہ ہے یا اس کا باپ، جس نے اسکی ایسی تربیت کی اور وہ بھائی جس نے اس کو منزل تک پہنچایا۔ کیا اس صورت میں یہ سب ممکن نہ تھا

جوہر ۱۹۶۱ء

کیا اگر کوئی پتھر پہاڑ کی چوٹی سے پھٹکا جائے تو وہ وادی میں نہ گرے گا؟ کیا بارود میں آگ دکھانے کے بعد اس کے پھٹ جانے کا شکوہ درست ہے؟

کیا انصاف یہی ہے کہ لڑکا اگر یہ غلطی کرے تو آسانی اور سادگی کے ساتھ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جوانی کے زمانے میں قدم پھسل ہی جاتا ہے وہ توبہ کرتا ہو تو اس کی توبہ قبول کرنی جاتی ہے۔ اور لڑکیوں کی نگاہوں میں اس کا اعتبار و پس آہی جاتا ہے۔

لڑکی پھسلتی ہے تو لڑکیوں کی نظر میں ہمیشہ کے لئے گر جاتی ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ اس کا کوئی گناہ بھی نہیں دیکھتا۔

کوئی بتائے کہ اس لڑکی کو کیا جواب دوں؟

سربازِ محمد کو لانے والو

سربازِ محمد کو لانے والو! کہو میں ہوں کوئی مال تجارت مری قسمت کھنکنے چہند سکتے یہ عظمت ہے مری یا مرگ غیرت مجھے صہبائے عشرت دینے والو مری خصمت کا شیشہ چور کیوں ہے؟ مجھے جانِ زمانہ کہنے والو! میری دنیا بھی مجھ سے دور کیوں ہے؟ ہوئی میں انجمن آرا تو لیکن! حرمِ شوق ویرانہ ہے میرا شریکِ حلقہ رنداں سہی میں تھی حسرت کا پیمانہ ہے میرا پئے خوشنودی یا رانِ محفل مرا ہر نفس وقفہ تماشا پریدہ بو، شگفتہ گل صفت ہوں آلیا شہرتا! میرا سراپا

ترقی کی اندھیری روشنی میں کہاں تک اور ابھی بھٹکوں بتاؤ؟ زوال جوہر نسوانیت پر کہاں تک سر ابھی پتھوں بتاؤ؟ نہیں اب جرات پر واز مجھ میں شکستہ ہے مری فطرت کا شہسپر مرا مقسوم محمد مری سراپا مری تاریخِ رسوائی کا دفتر خیالِ حریت اک جھوٹا سپنا نہیں معراجِ میری بے سجابی یہ میرے حُسنِ ثریاں کی نمائش نہیں کچھ بھی جب نہ رقصِ حیاتی مسرت! ہاں جسے کہتے مسرت نہیں بیرونِ درواشہ پائی تھی تہذیب کے کوسے میں آکر خدا شاہد کہ بس ٹھوکر ہی کھائی

فریبِ رنگ ورامش دے چکے تم کرو اس کے علاوہ بھی کرو کچھ صلہ زندہ دلی کالے چکی میں مرے غم کا مداوا بھی کرو کچھ بہت کھیلے مری سادہ دلی سے خدار اب مجھے۔ لیکن سہارو! مجھے پانے سے پہلے مجھ کو کھویا کہاں میں ہوں ذرا مجھ کو پکارو! مجھے تم اب مری نسوانیت دو مرے ناموس کے اے پاس بانو! دریدہ جامہ گل ہو تو حاصل بفضل گلِ چمن کے باغبانو! شکستہ دل ہوں مجھ کو جو صلہ دو خدار! "واپسی" کا راستہ دو

سہی بے گانہ مستزل، گراب مری گم گشتہ جنت کا پتہ دو فرودش انجمن تو بن چکی میں مجھے پھر زینتِ خانہ بناؤ پریشاں زلفتِ ہستی ہو چکی ہے اسے منت کش شازدیناؤ اٹھو آشا کے دیپک پھر جلاؤ مری دنیا سے تاریکی مٹاؤ مجھے دو جو ہر کردار میرا مری خواہیدہ ممت کو جگاؤ مجھے دو پھر سبق بہتر چلن کا مجھے دو مرتبہ ماں کا بہن کا مجھے حُسنِ رفاقت سے نوازو مجھے دو پھر مرا "گوشتہ چمن" کا

ہمارے حضور
 یہ کتاب بچوں کی تفصیل الانبیاء کا آخری حصہ ہے جو تقریباً ۱۶۵ صفحات پر ہے، حضور کی سیرتِ اقدسہ، آیتہ اللہ تعالیٰ ایک نہایت آسان اور بہتر کتاب قیمت پندرہ روپے
 مکتبہ اسلام، ۳۷، گون روڈ، لکھنؤ

نگہداشت پر دخت

☆ سین ، جیم صاحبہ

عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی مرض کو دور کرنے کے لئے ڈاکٹروں کے کھلے ہوئے طویل نسخوں کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ علاج تو ڈاکٹر حکیم وغیرہ ہی اچھی طرح کر سکتے ہیں لیکن ان ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت ایسے ہی موقعوں پر پڑتی ہے۔ جب حالت تشویش ناک ہو۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ معمولی سی معمولی باتوں کے لئے بھی لوگ ڈاکٹر کے یہاں یا اسپتال دورے جاتے ہیں اسکے معنی یہ بھی نہیں کہ بیماری طویل پکڑتی جائے اور انھیں ڈاکٹروں کو نہ دکھایا جائے، یہ کبھی بہت بڑی عادت ہے اور مستقبل میں پریشانی میں مبتلا کرنے والی۔

ویسے تو ہر شخص کو لیکن خاص کر عورتوں کو ٹھوڑی بہت واقفیت رکھنی ضروری ہے کہ معمولی طرح سے کتنے پھٹنے اور چوٹ لگنے پر پہلا کام کیا کرنا چاہیے اسے (Acid) پہلی مدد کہتے ہیں۔ کیوں کہ گھر کے فرد تو کمانے اڈنوکری وغیرہ کے سلسلہ میں مصروف رہتے ہیں۔ پھوٹے بڑے پتوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کی ذمہ داری عورتوں ہی کی ہے۔ اگر گر کر یا کسی چیز سے ٹکر لگ کر چوٹ لگ گئی ہو تو فوراً ٹھنڈے پانی سے دھو دینا چاہئے۔ اس عمل سے چوٹ کی جگہ پھولنے نہیں پاتی اور وہ جگہ جلد ہی اچھی ہو جاتی ہے۔

کسی چیز کے گزرنے یا چھبنے پر پانی سے دھونے وقت دبا دبا کر کچھ خون

بھی نکال لیں۔ اس طرح اگر کوئی ٹکر ۱۱ اندر بچھ کر رہ گیا ہو تو باہر نکل جائے گا۔ ورنہ اسی کے اندر رہ جانے سے وہ جگہ پاک کر پھوڑیے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ پھر اُس پھوڑیے کے مواد کا ذہر سادے بدن میں سرایت کرنے لگتا ہے جسے ٹٹنٹس کہتے ہیں۔ ٹٹنٹس ہو جانے پر جسم کے اُس حصے کو کاٹ کر الگ ہی کر دینا پڑتا ہے تاکہ ذہر پورے جسم میں نہ پھیل سکے۔ اگر پورے جسم میں ذہر پھیل گیا تو انسان کی موت یقینی ہے (ویسے انسان کی زندگی اور موت خدا کے اختیار میں ہے یہ الگ بات ہے)

ہر طرح کی چوٹ پر ہلدی لگا کر سینکنا مفید ہے۔ ہلدی میں ذرا سا چوناملا کر لیپ کر دینا بھی مناسب ہے۔ چوٹ لگنے سے اوپر کی پھولن تو اکثر ختم ہو جاتی ہے لیکن اندر ہی اندر پھوڑیاں کپتی رہتی ہیں۔ جس کے لئے دھیان رکھنا ضروری ہے ایسی جگہ میں اوپر کا پھر گرم اور اکثر پلپلہ رہتا ہے اور اندر مواد پیدا ہوتا رہتا ہے جسے نشتر دے کر نکالنا پڑتا ہے۔

اگر گرم پانی، گھی، تیل یا آگ وغیرہ سے جل جائے تو فوراً کچا آلو پیس کر لیپ کر دینے سے پھوڑا نہیں بنتا اور سوش میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ کچھ لوگ رٹی یا کپڑے کو ٹھنڈے تیل میں تر کر کے لگاتے ہیں۔ تیل وغیرہ کا تیل۔ کپڑوں میں آگ لگ جانے پر فوراً زمین پر لیٹ کر کر دھرتی بدلتے رہنے سے کپڑے کی آگ بجھ جاتی ہے۔ لیکن ایسے وقت میں ذرا دھیان دینے کی فوراً ضرورت ہے صحت چھیننے پلانے سے ذہن میں آئی ہوئی بات بھی نکل جاتی ہے یا ذہن میں آئی ہی نہیں کہ فوراً کیا کرنا چاہئے اور آدمی گھبراہٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔

ٹھنڈے دنوں میں اکثر پھوٹے بڑے سب ہی کو نزلہ زکام کی شکایت ہوتی رہتی ہے۔ اس کے لئے گرم پانی میں نمک ڈال کر گلی کرنا۔ دن رات میں دو چار بار اور ناک میں آدھا قطرہ سرسوں کا تیل ڈالنا بہت مفید ہے۔ کچا آؤنلہ کو آگ پر ذرا بھلیبھلا کر، نمک لگا کر چوسنے سے بھی نزلہ دور کرتا ہے۔

زیادہ دیر پڑھنے لکھنے یا سلائی وغیرہ کرنے سے آنکھ اور سر میں درد ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈا پانی ہاتھ سے چلو میں بھر کر آنکھ اس میں ڈبو کر دو چار بار چھپکی لگائیں ٹھنڈا پانی سے منہ دھولیں اور دس منٹ آنکھ بند کر کے اسے آرام لینے دیں۔ ایسے وقت میں کچھ سکر یا تخم کی بات نہ سوچیں۔ کوئی لطیفہ یا مہنسی کی بات کا خیال کریں یقیناً آنکھ کو آرام مل جائے گا۔

پاؤں کے تلوے میں تیل مالش کرنے سے بھی آنکھ کو آرام ملتا ہے۔ وٹامن کی کمی سے ہونٹ کے کونے میں دانے ایسے ہو جاتے ہیں۔ چوڑھے پر چوڑھے ہوئے چاول کی دیکھی میں جو پھین ڈھکن پر لگ جاتا ہے وہ ہونٹ کے کونے میں لگا دینے سے دانے اچھے ہو جاتے ہیں۔

نعت و سلام کے چند مجموعے

ارمغان نعت :- نعتیہ شاعری کی مکمل چودہ گلو سالہ تاریخ اور ڈھائی سو شعرا کی بہترین نعتوں کا انتخاب۔ قیمت تین روپیہ
مقبول سلام :- نعتیہ سلاموں کا رزم پرورد مجموعہ، جس میں عربی، فارسی اور اردو کے تمام سلاموں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ قیمت دو روپیہ ۲۵۔ نئے پیسے
صدائے عارف :- مولانا ابوالوناس شہماں پوری کی نعتیں اور سلام۔ ساٹھ پیسے نئے
ترانہ نعت :- نعتیہ انصاری کے سلاموں اور نعتوں کا مجموعہ۔ ۶۰ نئے پیسے
ملنے کا پتہ :- مکتبہ اسلام، ۳۷، گوٹن روڈ۔ لکھنؤ

افغان عورت

— آزادی کی راہ پر —

دس سال پہلے تک افغانستان میں ازبکوں اور کوچی خانہ بدوشوں کے سوا کوئی خاتون بے پردہ دکھائی نہیں دیتی تھی، ہر جگہ خواتین برقع یا نسواری اور سیاہ چادروں میں لپٹی نظر آتی تھیں، لیکن اب صورت حال بالکل بدل گئی ہے، کابل میں اب صرف بوڑھیوں ہی برقع پہنتی ہیں۔ درندہ عام لڑکیوں نے برقع اتار دیا اور لباس کے معاملہ میں انھوں نے ایران اور مصر کی طرح یورپ کی تقلید کی ہے، اگر گھرانوں کی لڑکیاں پیرس کے سٹے ہوئے مہذب مگر جدید ترین لباس میں بلوس دکھائی دیتی ہیں۔ چادر کی جگہ گلوبین نما دوپٹہ باقی رہ گیا ہے۔

ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ غازی امان اللہ خاں کو محض اس لئے سخت دست بردار ہو جانا پڑا تھا کہ ان کی اہلیہ نے یورپ میں جا کر برقع اتار دیا تھا۔ اس واقعے سے سمجھ لیا گیا تھا کہ افغانستان میں جدید طرز کی آدھی نسواں کے نام کی کوئی لہیر نہیں آسکے گی۔ دس سال پہلے تک یہی کیفیت تھی لیکن اب ایک بیک دو شیز اوں نے پردہ ترک کر دیا ہے۔ چونکہ ماضی میں پردے کی حمایت اور مخالفت کی وجہ سے خود بادشاہت خطرے میں پڑ چکی ہے، اس لئے موجودہ حکومت اسے موضوع بحث بننے کی اجازت نہیں دیتی۔ اس طرح کہ ۱۹۵۹ء کا قومی جشن منانے کے لئے پورے افغان کے سردار

اور ممتاز باشندے کابل میں جمع ہوئے۔ شاہی ضیافت میں ملکہ حمیرا اور دوسری شہزادیاں کھلے منہ مہاؤں کے سامنے آگئیں۔ سرکاری حکام اور امراء کی خواتین نے بھی شاہی خاندان کی تقلید کی اور اگلے سال قومی جشن کے موقع پر انہوں نے بھی پردہ اتار دیا۔ یہ نہیں کہ مذہبی حلقوں نے اس انقلاب کو بخوشی قبول کر لیا بلکہ اس کے خلاف جو آواز اٹھی دبا دی گئی۔

اس انقلاب کی تکمیل کے بعد لوگوں کو احساس ہوا کہ ملک معظم نے اس انقلاب کی تیاری بہت پہلے شروع کر دی تھی اور ان تمام عوامل کا مکمل جائزہ لے لیا تھا جو شاہ امان اللہ خاں کی معزولی کا سبب بن گئے تھے۔ شاہ ظاہر شاہ کو یقین تھا کہ حضرت ملا شہور بازار کی حیات میں خواتین کو آزادی عطا کرنا ناممکن ہے، لہذا انہوں نے اپنی تمام توجہات ممکنہ آزادی کی منصوبہ بندی پر مرکوز کر دیں، زرننگ اور ڈاکٹر سری کی درگاہیں قائم کرنے کے منصوبے بنائے گئے اور اندر ہی اندر پورے طبقہ امراء کو اپنا ہم خیال بنالیا۔

اسی اثناء میں ملا شہور بازار کو اللہ کا بلاوا آگیا اور شاہ افغانستان نے ۱۹۰۹ء کے جشن ملی میں انقلاب کا اعلان کر دیا۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے دروازے لڑکیوں پر کھل گئے۔ صرف پانچ برس کی مختصر مدت میں کابل کے تمام بڑے کاروباری اداروں میں ٹائپسٹ اسٹینو اور ری سیشن است لڑکیاں ملازم ہیں۔ لڑکیوں کو بھی اپنی آزادی کا بڑا خیال ہے۔ اس لئے وہ شوخ لباس یا زیور پہننے اور میک اپ کرنے کی کوشش نہیں کرتیں۔

خواتین کے اداروں میں سب سے اہم ادارہ شرارہ میٹرنٹی ہسپتال اینڈ زرننگ ٹریننگ سنٹر ہے۔ یہ ادارہ یونیورسٹی کے اسٹریٹ کے قائم کیا گیا ہے۔ دس سال پہلے یہ حالت تھی کہ اگر اقوام متحدہ کا کوئی مبصر اس ادارے کا معائنہ کرنا چاہتا تھا تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر ایک تارک کرے میں بٹھا دیا جاتا تھا اور ادارے کی کارگزاری کی نظم دکھا کر اسے نصرت کر دیا جاتا تھا۔ اس ادارے کی بنیاد ڈاکٹر دانش صاحب نے رکھی تھی، مگر اب بیگم نظیفہ نواز جو سابق وزیر اعظم شرارہ ڈاؤنٹن کی دختر ہیں۔ اس ادارے کی سربراہ ہیں۔ یہ دہلی پتلی خوبصورت خاتون سنٹر میں آنے والے مردوں کے مصافحہ کرتی ہیں اور نہایت دلکش انداز میں اسلام علیکم کہہ کر استقبال کرتی ہیں۔ زرننگ سنٹر میں اس وقت میں نرسیں تربیت حاصل کر رہی ہیں۔ اگرچہ بیگم نظیفہ نواز نے فرانس میں تعلیم حاصل کی ہے اور فرانسیسی نہایت روانی کے ساتھ بولتی ہیں۔ مگر زیر تربیت نرسیوں کو اسباق اور ہدایات فارسی یا پشتو میں دیتی ہیں۔ اسپتال میں شہر مریضوں کے لئے بستروں کا انتظام ہے۔ بیگم نظیفہ نواز نے نہایت دلنواز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ ”ابھی تو آغاز ہی ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ایک ہی نسل میں کئی نسلوں کی جہالت سے نجات حاصل کریں گے۔“ (قومی آواز)

تعلیم الاسلام

از: مولانا حکیم عبدالکحی رحمتہ اعلیہ

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، قربانی اور دوسرے ضروری مسائل پر ایک نہایت بہتر کتاب، جو مکاتب و مدارس میں داخل نصاب ہے۔ قیمت چھ آنے۔

ملفوظ

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوٹن شہ لہندو

دعا

☆ اذ: نصرت انعم

مجھے دین کی فہم و حکمت عطا کر

شرافت شجاعت دے، شوکت عطا کر

اگر چہ گناہوں نے رسوا کیا ہے

تو ہی سُرخ روئی دے، عزت عطا کر

ترے مصطفیٰؐ اہی کی اُمت میں ہوں

مجھے ان کی سچی محبت عطا کر

میں اسلام کی راہ میں جان دیوں

مجھے ایسی توفیق و طاقت عطا کر

ہمک جائے جس سے جہاں سارا یارب

مے علم میں ایسی ننگت عطا کر

میں ہم مرتبہ ہوں ستاروں کی یارب

مجھے وہ مقدر وہ قسمت عطا کر

تو سے در پہ انجم بھی شہرِ رض لائی

اسے دونوں عالم میں راحت عطا کر

بڑوں کا احترام

ہر چھوٹے پر لازم ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی عزت کرے، ان کا ادب رکھنا
رکھے، ان کے ساتھ بے ادبی، بدسلوکی اور بدزبانی سے پیش نہ آئے، ان کی خدمت
کرنا اپنا فرض جانے، ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اپنے اوپر حق سمجھے۔ بڑا خواہ
شمر کے لحاظ سے ہو یا بزرگی اور علم کے لحاظ سے، یا حیثیت اور مقام بلند ہو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو اپنی جماعت سے باہر قرار دیا ہے
جو بڑوں کا ادب و محاظظ نہیں کرنا اور دین کا علم رکھنے والوں کی عزت نہیں کرتا۔
بڑا بھائی مثل باپ کے ہے :-

بڑے بھائی کا درجہ عزت و احترام اور رتھوں کے لحاظ سے باپ کی طرح
قرار دیا گیا ہے جو لوگ اپنے بڑے بھائی کا احترام نہیں کرتے گویا وہ اپنے والد کی
نافرمانی کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

حق کبیر الاخوانۃ علی صغیرہم حق الوالد علی ولده (مشکوٰۃ)

ترجمہ :- بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے پر ایسا ہے جیسا والد کا اپنے لڑکے پر۔

ہر بڑے کی عزت ضروری ہے :-

ہر بڑے کی عزت و احترام کا حکم ہے۔ خواہ اس سے کوئی رشتہ ہو یا نہ ہو،
اگر رشتہ ہے تو ذہرا حق ہے، اگر صرف بڑائی کا درجہ ہے تو بڑا ہونے کی بنا پر اس کا
احترام کرے۔ اگر ہم اپنے بڑے بوڑھوں کی خدمت کریں گے۔ عزت و احترام

پیش آئیں گے تو کل ہمارے چھوٹے بھی ہمارا خیال کریں گے اور اگر ہم اپنے بڑوں سے بے ادبی، بدزبانی اور بدخلقی سے پیش آئیں گے تو اپنے بڑھاپے کے وقت اپنے چھوٹوں سے خدمتِ ادب کی امید بھی نہ رکھنا چاہیے۔ جو جیسا سلوک کرتا ہے ویسا ہی اس کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے۔ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ما لکم من شباب شیخا السنہ الا فیض اللہ لہ من یمکرمہ

عند سنہ (ترمذی)

ترجمہ :- جو جوان کسی بڑھے کی عزت اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کرے گا تو اس جوان کے بڑھاپے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اسکی عزتِ تعظیم کرنے والا شخص پیدا فرمائے گا۔

ایک بار عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نجر پر سوار جا رہے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سامنے سے آگئے۔ عبداللہ بن قیس دیکھتے ہی سواری سے اتر پڑے اور کہا چچا جان اس پر سوار ہو لیجئے۔

اسی طرح ایک بار حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جا رہے تھے اور دائیں جانب تھے۔ تھوڑی دور پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ ہوئے تو حضرت ابن عمر ادب کی بنا پر دائیں سے بائیں جانب ہو گئے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگئے۔ حضرت ابن عمر ادب و لحاظ کی وجہ سے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری اور اپنا پتہ صاف و خوشخط تحریر کیجئے

لپ اسٹاک کے خراب اثرات

☆: نثار فاطمہ

آج کل عورتوں میں لپ اسٹاک کا اتنا زیادہ رواج ہے کہ شاید ہی کوئی شہری گھر اس سے چھوٹا ہو۔ مصیبت یہ ہے کہ بہت سی عورتیں وقت بے وقت اسکو لگاتی ہیں اور بعض تو اتنی زیادہ لگاتی ہیں کہ خوبصورتی کے بجائے بد صورتی معلوم ہونے لگتی ہے۔ یورپ کی عورت تو اس کی اتنی شیدا اور دلدادہ ہے کہ لپ اسٹاک اسکی جزو زندگی بن چکی ہے۔ نیشنل ایسوسی ایشن جو برطانیہ میں اسی لئے قائم کی گئی ہے کہ وہ معلوم کرے کہ لپ اسٹاک دنیا میں کتنی زیادہ رواج پا چکی ہے، اس نے چند معلومات اکٹھا کی ہیں جو فائدہ سے خالی نہیں ہیں، ان کو جان کر یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ فیشن پرستی اور اظہارِ حسن کی یہ چیزیں صحت کے لئے کتنی مضر ہیں اور آج یہ بنا دنی اور مضر چیزیں سوسائٹی میں کتنی پیوست ہو گئی ہیں، یہ وہ تحفے ہیں جو مغرب نے ہم کو دیے اور ہم نے اس زہر کو تریاق سمجھ کر قبول کر لیا۔

ایسوسی ایشن کی صدر مسز باربرا کارٹ لینڈ کا خیال ہے۔

(۱) لپ اسٹاک کھانے سے کینسر کی بیماری کا اندیشہ ہے۔ آپ کو غالباً خیال ہو گا کہ لپ اسٹاک لگائی جاتی ہے، کھائی نہیں جاتی، تو پھر ان محترمہ نے کھانے کے متعلق کیوں یہ بات کہی۔ دراصل بات یہ ہے کہ ایسوسی ایشن کی